TADABBUR CLASS 2

ٹاپک (ایمان)

ہمارے تدبر سیشن کی دوسری کلاس کو آپ سب کا آنا اللہ تعالی ہمارے لئے فائدے مند بنائے آمین، امید کرتی ہوں آپ لوگ ایمان اور صحت دونوں کی بہترین حالت میں ہوں گے،

ایمان، آج اس لفظ پر ہم ذرا غور وفکر کریں گے۔

ویسے تو ہم تدبر قرآن کی مختلف آیات پر کیا کریں گے، مکمل سورۃ پر نہیں، کیوں کہ یہ مشکل ہے، ایسے مکمل قرآن کے لئے کئی سال درکار ہیں۔

آج میں قرآن کے جس حصے پر غور وفکر کرنے والی ہوں وہ ہے ابتدائی حصہ، وجہ یہ ہے کہ اس ابتدائی حصے میں ہماری بنیاد بنائی گئی ہے، ایمان فی اقلوب، ایمان فی السان، اور نفاق کی بات ہوئی ہے۔ اس ابتدائی حصے میں اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو جج کرنے کا پیرامیٹر بتایا ہے، اس ابتدائی حصے میں اللہ تعالی نے ایک انسان کے جنت میں جانے کے کچھ راستے بتائے ہیں، اگر اس ابتدائی حصے کو مکمل طور پر سمجھ لیا تو آپ کی بنیاد یہی سے بن جائے گی انشاءاللہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

الم

الف لام میم۔ یہ تین حرف تہجی حروف مقطاعات کہلاتے ہیں جن کے معنی صرف اللہ اور رسول کو معلوم ہیں، اس میں علماء کی کئی رائے ہیں، جیسے یہ نبی ﷺ کا نام ہے، یا نبی ﷺ اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی مکالمہ ہے، یا پھر کچھ خاص آیتوں کے ابتداء میں اسے لایا گیا ہے۔

اس پر غور کرنا صرف اس حد تک جائز ہے کہ آپ تدبر کی نیت سے کرو، اگر آپ اس کے اندر کے معنوں میں پڑیں گے، یا پھر کوئی methametic calculations کرنے بیٹھ جائیں گے تو یہ چیز آپ کو اصل قرآن سے غافل کر کے ایک ایسی جگہ لے جائیگا جس کا کوئی حاصل نہیں، وقت اور ایمان کا ضیاع ہے اور بہت سارے سفھآء یعنی بے وقوف لوگوں نے خود کو ان متشابہات میں کے پیچھے لگا کر ضائع کیا ہے۔

نبی ﷺ کا لقب امی تھا، جیسے کوئی بچا new born ہوتا ہے، اسے لکھنے پڑھنے کا علم نہیں ہوتا، ویسے نبی ﷺ لکھائی پڑھائی کو نہیں جانتے تھے، عربی تو بولتے تھے مگر اس وقت کے عرب جو بلاغت اور شاعری میں اس قدر آگے تھے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے، اسی وجہ سے قرآن مجید خاص بلاغت اور شاعری کے انداز میں نازل ہوا کہ بڑے سے بڑا ماہر بھی اسے سن کر سمجھ جائے کہ یہ انسان کا کلام نہیں ہے، لفظ امی کا ذکر قرآن کریم میں کئی جگہ پر ہے،

جیسے اگر ایک لفظ ہے ایمان، تو ایمان بولنا شاید میں سیکھ جاؤں لیکن پھر بھی مجھے یہ نہیں معلوم ہوگا کہ ایمان میں جو الگ الگ لفظ ہیں انہیں کیسے لکھتے اور پڑھتے ہیں، جیسے اکثر پٹھانوں کے ساتھ رہ کر آپ پشتو تو بولنا سیکھ جاؤ گے، پنجابیوں کے ساتھ رہ کر پنجابی بولنا سیکھ جاؤ گے لیکن لکھنا یا اس زبان کی حرف تہجی تو نہیں سیکھ سکو گے جب تک کہ اس زبان کو پڑھنے نہ بیٹھو۔

جب نبی ﷺ نے عربوں کے سامنے سورۃ کا آغاز ا، ل، م سے کیا تو یہ ایک شاکنگ فیز تھا، کیوں کہ سب جانتے تھے کہ نبی ﷺ کو لکھنا اور پڑھنا نہیں آتا پھر کیسے انہوں نے ایک لفظ الم کو الگ الگ پڑھا۔ تو جب کوئی نبی کے منہ سے ان الفاظ کو سنتا تو حیران رہ جاتا۔ یہ کیسے ایک دم عربی کو جان گئے؟

بعض علماٗ کے نزدیک جب اللہ تعالی نے کوئی ایسی آیت نازل کرنا ہوتی جس میں full attention کسی انسان کو دلوانی ہو تو اس کی ابتداء حروف مقطعات سے کی جاتی ہے۔

دوسری غور طلب چیز یہ ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں بھی حروف مقطعات آئے اگلی ہی آیت میں اشارہ اس عظیم کتاب قرآن مجید کی طرف ہوا،

الم ، ذلک کتاب لا ریب فیة

اس کتاب میں کوئی شک نہیں

الم ، نزل علیک الکتاب بالحق مصدق لما بین یدیه (عمران)

نازل کی (اللہ نے) یہ کتاب تم پر حق کے ساتھ جو تصدیق کرتی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی

الر تلک آیت الکتاب الحکیم (یونس)

یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں

طه ،، مآ انزلنا علیک القرآن لتشقی، الا تذکرة لمن یخشی (طه)

ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ مگر یہ اس کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے

یس ، والقرآن الحکیم

اور یہ قرآن حکمت والا ہے

اب غور کیجئے، تمام آیات میں اللہ تعالی جب بھی حروف مقطعات کا ذکر کرتے ہیں قرآن کی عظمت کا ذکر ساتھ میں ضرور ہوتا ہے، اوراس کی وجہ اوپر والی بات سے کنیکٹ ہوتی دکھائی دیتی ہے کہ مشرکین مکہ کو یک دم متوجہ کرنے کے لئے ابتداء ان حروفوں سے کی گئی تا کہ وہ اگلی بات کو غور سے سنیں، اور پھر قرآن اوراس کی عظمت یا حکمت کے بارے میں بات کرنا تا کہ ان کے دل مائل ہوں، کیوں کہ اللہ غفور رحیم ہے۔ وہ انسان کو پلٹ آنے کے کئی مواقع دیتا ہے، دنیا میں ایسا کوئی کافر کوئی عیسائی کوئی یہودی نہیں ہے جسے اللہ تعالی نے پلٹنے کا ایک بھی موقع نہ دیا ہو یا حق کو جاننے کی طرف کبھی دل نہ مائل کیا ہو، لیکن اگر ایک انسان اپنے اندر کی آواز کو مسلسل اگنور کرے، اپنی عیش و عیاشی والی زندگی میں خوش ہو، اس سے مطمئن ہو تو پھر اللہ تعالی بے نیاز ہے، اسے پرواہ نہیں، یہ راستہ اب اس انسان نے اپنے لئے خود چنا ہے، اسی وجہ سے ہمارے اوپر تبلیغ اور امر بالمعروف کو فرض کیا گیا تا کہ ہم ان لوگوں تک اللہ کا علم پہنچائے جو غافل ہیں، شاید اللہ تعالی نے ہمیں ہی ان کی ہدایت کا ذریعہ بنایا ہو اور ہم یہ سوچ کر اگنور کردیں کہ وہ برا نہ مان جائے، اور یہ بات صرف کافر یا مشرک پر نہیں لاگو ہوتی، حق کی دعوت ان مسلمانوں کو بھی دینا فرض ہے جو صحیح دین کو چھوڑ کر بلا وجہ کی بدعتوں میں پڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس جانا، بیٹھنا، پیار سے قرآن کے ذریعے سے اس بات سے منع کرنا روکنا یہ ہم پر فرض ہے، اکثر لوگوں کے پاس اس عمل کو کرنے کا کوئی واضع لاجک بھی نہیں ہوتا، بس اندھا دھند فالو کرنے کی نیت سے کر رہے ہوتے ہیں، کیا معلوم کون پلٹ آئے۔

اب آگے بڑھتے ہیں

ذلک الکتاب لا ریب فیه، هدی اللمتقین

میں ایک ایک آیت کو نہیں بیان کروں گی، صرف یہ حصہ اول بنیاد بنانے کی وجہ سے پڑھا رہی ہوں،

کل میں نے جو بات کی تھی کہ تدبر کے لئے بنیادی عربی بڑی اہم ہے، اس کی وجہ اس آیت سے میں بتاتی ہوں۔

تفسیر القرآن جو عجمی کتابوں میں ہے یعنی اردو کی تفاسیر اس میں اکثر و بیشتر آیت اوراس سے متعلق اس وقت ہونے والا واقعہ ذکر ہوتا ہے، پھر اللہ تعالی اس سے ہمیں کیا سمجھا رہے ہیں وہ مختصراً ذکر کیا گیا ہوتا ہے، کچھ کتابیں جیسے معارف القرآن ہے بڑا تفصیلی ہے، ۸ جلدیں ہیں، تقریباً ٦ میں نے مدرسے میں مکمل پڑھی ہیں، لیکن یہ باتیں ان میں بھی نہیں ہیں جو ہمیں قرآن کو عربی زبان میں پڑھ کر ہی سمجھ آتی ہیں، جب ہم نے لفظی ترجمہ یاد کیا ہوتا ہے اور بنیادی عربی ہمیں آتی ہے تو قرآن کو ایک اور نظریہ سے دیکھا جا سکتا ہے،

اب یہاں لفظ استعمال ہوا ہے **ذلک**، **ذلک** عربی زبان میں دور کا اشارہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور **هذا قریب** کا،

جیسے هذا زید، یہ زید ہے، ذلک زید، وہ زید تھا۔

اللہ تعالیٰ یہاں هذا الکتاب لا ریب فیه کیوں نہیں فرمارہے؟

یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں

بلکہ کہا

وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں

وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید لوح محفوظ میں موجود ہے، وہاں سے زمین پر نبی ﷺ کے اوپر نازل کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے صرف ذلک لفظ کے استعمال سے لوح محفوظ کی طرف اور وہاں سے نبیؐ کے اوپر نازل کرنے کی طرف اشارہ کر دیا۔

اب یہ چھوٹی سی بات وہی نوٹ کرسکتا ہے جو عربی کا طالب علم ہو،

بے فکر رہیں جیسے میرے استاد نے مجھے عربی کا جنون دلا دیا ویسے میں نے آپ لوگوں کو دلا دینا ہے۔

آگے چلتے ہیں، هدی المتقین، اس کتاب میں ہدایت ہے متقیوں کے لئے، اور آگے متقی کون ہیں ان کی قسمیں بیان فرمائیں۔

۱۔ وہ جو غیب پر ایمان لائے (یعنی دل کی صداقت)

۲۔ جنہوں نے قائم کی نماز (یعنی اللہ سے کنیکشن)

۳۔ اور جنہوں نے خرچ کیا اس میں سے جو ان کے پاس موجود تھا (یہاں یوقنون سے پہلے لفظ استعمال ہوا ما۔ ما لفظ عربی میں وسعت کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی unlimited۔ جو کچھ بھی۔ اس سے ہمیں یہ غور کرنے کو ملتا ہے کہ خرچ صرف مال نہیں کیا جاتا، ینفقون نکلا ہے نفاق سے، what ever they have, they spend it

رزق، اولاد، مال، علم، عقل و شعور، فہم۔ عمر، صحت۔ کچھ بھی آپ کا اللہ کی راہ میں لگا ہوا ہے حتی کے آپ کا یہ قیمتی وقت بھی تو یہ نفاق کے زمرے میں آتا ہے

کسی نے غور کیا، نفاق سے منافق بھی نکلا ہے، منافق لفظ کا اصل کیا ہوتا ہے، جس کے دونوں سرے کھلے ہوئے ہوں، ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے نکل جائے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کریں اسے اللہ ہی کی راہ میں لگائیں۔

اگلی آیت ہے............

یہاں فرمایا انزل الیک و ما انزل من قبلک وہ ایمان لاتے ہیں جو کچھ ان پر نازل ہوا اور جو کچھ ان سے پہلے گزر چکا ہے یعنی پچھلے انبیاء پچھلی کتابیں، ایک اور غور و فکر کی بات یہ ہے کہ یہاں و ما انزل من بعد نہیں فرمایا، یعنی اب جو کچھ ان کے بعد نازل ہوگا وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ڈائریکٹ ذکر فرمایا،

وبالآخرة هم يوقنون، یعنی جوان پر ابھی نازل ہوا، قرآن مجید اور نبی ﷺ کی سیرت، اب اس کے بعد وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، ان دونوں کے درمیان کسی تیسری شریعت، کسی تیسرے نبی کی کوئی گنجائش نہیں نبی ﷺ کے ختم نبوت کو اس آیت میں کیسے واضع کر دیا گیا بغیر اس کے ذکر کئے۔

یوقنون نکلا ہے ایقان سے، اس کے معنی ہوتے ہیں constant believe، یعنی ایسا نہ ہو کہ کبھی یقین آیا کبھی یقین ڈگمگا گیا۔

اس کی جگہ اللہ تعالی یؤمنون بھی لکھ سکتے تھے، یعنی آخرت پر ایمان لاتے ہیں لیکن اللہ تعالی نے زور دے کر بلاغہ کی قسم استعمال کی اور فرمایا یقین رکھتے ہیں پختہ یقین۔

اولآئک علی ....

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی کامیابی پانے والے ہیں۔

اب ان سب کو سمرائز کرتے ہیں اور وہ بنیاد جو میں سمجھانا چاہ رہی ہوں وہ سمجھتے ہیں

اللہ تعالی نے یہاں دو طرح کے ایمان والوں کا ذکر کیا جس پر شاید آپ لوگوں نے غور کیا ہو، ایک قسم ہے ایسے لوگوں کی جو ایمان لائے، نمازیں پڑھیں، جو بھی رزق تھا وہ خرچ کرتے رہے، اگر کسی کے پاس اتنا نہیں کہ وہ صدقہ کرے تو نبی ﷺ نے فرمایا تم جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو وہ بھی صدقہ ہے۔

پھر دوسری قسم اگلی آیت میں ان کی بیان کی جنہوں نے آگے ایک سٹیپ بڑھ کر علم حاصل کیا، جنہوں نے پہلے انبیاء اور پہلی کتابوں کے بارے میں بھی جانا، پھر وما انزل الیک یعنی قرآن مجید کے بارے میں بھی علم حاصل کیا، نبی ﷺ کی سیرت بھی پڑھی، اور آخرت پر بھی کامل ایمان رکھتے ہوئے ہر دم اس کی تیاری کی۔

دونوں کے درمیان ایک لفظ و الذین ہے جو ان کو دو اقسام میں ڈیوائیڈ کر رہا ہے۔

لیکن اللہ تعالی نے دونوں کے لئے کامیابی لکھ دی۔ وجہ یہ ہے کہ ہر ایک کو بہت علم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا، کچھ لوگ جیسے ہمارے والدین ہوتے ہیں، جو ہر وقت اپنے بچوں کی پرورش، دو وقت کی روزی میں مصروف رہتے ہیں، صبح جاتے ہیں رات کو گھر آتے ہیں، ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ علم حاصل کریں، تفاسیر پڑھیں، حدیث پڑھیں، عربی سیکھیں، تو جب تک وہ اللہ پر ایمان لائے ہوئے ہیں، پانچ وقت نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے اہل وعیال کی روزی روٹی پوری کر رہے ہیں وہ کامیاب ہیں۔

پھر کچھ ہم جیسے لوگ ہوتے ہیں، جنہیں اللہ چن لیتا ہے، علم کی دولت عطا کرتا ہے، ایک کے بعد ایک کتاب پڑھنے کا موقع ملتا ہے، ہم جیسے لوگوں پر پھر یہ فرض ہے کہ ان لوگوں کو تبلیغ کرتے رہیں جن کے پاس جا کر سیکھنے کا وقت نہیں ہے، جیسے ہمارے ماں باپ، بڑے بھائی، گھر کی کام والیاں، نوکر ، گارڈز وغیرہ۔ اللہ تعالی نے ہر انسان کو

سوسائٹی میں ایک مقام نہیں دیا۔ اگر اللہ نے آپ کو ایک درجے سے بڑھ کر دوسرے درجے پر فائز کیا ہے تو آپ خود کو خوش قسمت جانیں اور اپنے کندھوں پر اس امت کی ذمہ داریوں کو محسوس کریں۔ تو اب چونکہ ہم سلیکٹڈ لوگوں میں سے ہیں تو ہمیں اسی نیت سے آگے بڑھنا ہے کہ ہم سیکھ کر صحیح علم آگے بڑھا سکیں۔

سورۃ البقرہ کا دوسرا حصہ میں پڑھتی ہوں اور یہاں ہائیلائیٹ ہوئے کچھ الفاظ پر نظر رکھیئے گا ذرا۔

اگلی آیات ہیں ان لوگوں کے بارے میں جو نہ دل سے ایمان لائے نہ زبان سے، اور وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے مگر دل سے نہیں

یعنی کافر اور منافق۔

ایمان کے دو درجے ہوتے ہیں۔

ایمان زبان سے

ایمان قلب سے

زبان سے ایمان وہ ہے جو میں سن کر جج کر سکتی ہوں کہ اس بندے نے کلمہ پڑھا، یا اس بندے نے نماز میرے سامنے ادا کی، یا اس بندے نے سلام کر دیا تو اس کا مطلب یہ مسلمان ہے، جیسے جو لوگ ویسٹ میں رہتے ہیں اور مسلم و کافر کا فرق نہیں سمجھ پا رہے ہوتے تو وہ زبان سے جج کرتے ہیں، ظاہری ایکٹ سے۔

دوسرا ہے ایمان دل کا، کسی کے دل میں کتنا ایمان ہے کتنا بغض، کسی کے دل میں اللہ پر یقین موجود ہے یا نہیں، یہ وہ باتیں ہیں جنہیں میں نہیں سن سکتی، اور پھر آتے ہیں وہ لوگ جو منافق ہیں، کبھی کبھی انسان جو زبان سے کہہ رہا ہوتا ہے وہ اس کے دل میں نہیں ہوتا اسی کو منافق کہتے ہیں، جب اللہ مومن کا لفظ قرآن میں استعمال کرتے ہیں تو ساتھ میں ایمان کا ذکر آتا ہے اور جب مسلم کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اسلام کا ذکر آتا ہے۔

اور اسلام ہم جج کر سکتے ہیں، ایمان ہم نہیں جج کر سکتے کسی انسان کا

آپ یا تو مسلم ہو گے یا کافر، اسی وجہ سے نبی ﷺ نے بھی یہی فرمایا کہ مسلم ہر وہ انسان ہے جس نے کلمہ پڑھا لیکن مومن ہر ایک نہیں ہے۔

جس دن آپ نے کلمہ پڑھا تھا آپ مسلم ہو گئے تھے، لیکن ایمان کبھی آپ کے پاس ہوتا ہے کبھی نہیں، کبھی بوتل مکمل بھری ہوتی ہے کبھی اس میں دو قطرے باقی ہوتے ہیں

نبی ﷺ نے فرمایا ایمان کے کوئی ستر درجے ہیں، راستے سے پتھر ہٹایا ایمان بڑھ گیا، کسی کو مسکرا کر دیکھا ایمان بڑھ گیا، جتنی نیکیاں کریں گے ایمان اوپر جاتا ہے، جتنی کم کرتے ہیں اتنا خالی ہوتا ہے،، اللہ تعالی نے قرآن میں جن لوگوں کی کمپلین کی ہے وہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دل سے ایمان کھو بیٹھے ہیں، اسی لئے جب اللہ تعالی فرماتے ہیں

ختم الله علی قلوبھم ،(اللہ تعالی نے ان کے دلوں پر مہر لگادی) تو مہر کا ذکر بھی دل پر آتا ہے، یہ نہیں فرمایا ختم اللہ لسانھم ،ان کی زبانوں پر مہر لگادی!

انہیں آیتوں میں اللہ تعالی نے کسی کو جج کرنے کا پیرامیٹر بھی بتادیا

ولا تقولو لما علیکم السلام لست مومن

اللہ تعالی نے ہمیں ایک دوسرے کو جج کرنے کا سارا پیرامیٹر یہی ختم کردیا کہ جب کوئی تمہیں سلام کہے تو وہ مومن ہے، ہمارے استاد کہتے ہیں:

as long as they say salam to you , your opportunity to judge them done

اسی لئے اگر آپ کسی کے اندر ذرا سا بھی ایمان دیکھیں تو اس کے بارے میں یہی رائے رکھیں کہ یہ مومن ہے، اس کے دل میں نیکی ہے، اور ہم اٹھا کر لوگوں کو کافر بنا ڈالتے ہیں، یہ ایک مسلمان کے حقوق کے خلاف ہے۔

تو سورۃ البقرہ کے شروع میں ہم نے جو سیکھا وہ یہ ہے کہ دو طرح کی مومن لوگ دنیا میں ہیں، ان دونوں کی ڈیوٹیز الگ الگ ہیں اور ہم دوسرے درجے والے لوگوں میں سے ہیں، تو ہمارا کام زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرکے پہلے درجے والوں کو سکھانا ہے۔

دوسرا یہ سیکھا کہ ہر ایمان لانے والا مومن نہیں ہوتا ہے، ایمان ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے، جتنی نیکیاں کرتے ہیں وہ بڑھتا ہے، جتنے گناہ کرتے ہیں وہ گھٹتا ہے اور ایمان کبھی ایک جیسا نہیں رہتا،

تیسری چیز یہ سیکھی کہ دلوں کا حال اللہ کو معلوم ہے، کبھی کسی کے ایمان پر ہم بات نہیں کرسکتے، ہاں اسلام پر کرسکتے ہیں کہ فلاں مسلم ہے اور یہ نان مسلم، لیکن منافقت اور ایمان دونوں دل کے اندر چھپے ہوتے ہیں، until unless کوئی شخص اپنے نفاق کو خود ہی ظاہر کردے، پھر اس سے دوری اختیار کرنا ہمارا فرض ہے، ہمیں اپنے ایمان کو اس کی صحبت سے بچانا ہے کیوں کہ ایمان بڑی نازک چیز ہوتی ہے۔